63

حقیقی لیلۃ القدر

(فرمودہ ۲ مئی ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۂ قدر پڑھ کر فرمایا:

الفضل میں ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ اور وہ نوٹ کتاب سیرۃ المہدی کی اس روایت کی بناء پر تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی بتایا گیا تھا۔ "جب رمضان کی ۲۷ تاریخ اور جمعہ مل جائیں۔ تو وہ رات یقیناً لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے۔" اس روایت کو دیکھ کر ہماری جماعت کے تمام طبقات کے لوگوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا کہ اب کے ہماری خوش قسمتی سے رمضان کی ۲۷ جمعہ کا دن ہے۔ اس لئے یقیناً شب قدر ہو گی۔ اس خیال کو اپنے دل میں پختہ کرتے ہوئے ہماری جماعت کے لوگوں میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ ایک دعاؤں کے لئے نایاب اور بیش بہا موقعہ ہے اور یہی وہ رات ہے۔ جس میں روحانی برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ جوش اور برکات کے حاصل کرنے کی تڑپ اور اس کے لئے بے چینی اس دن یہاں تک بڑھ گئی کہ بہت سے لوگوں نے مجھ کو دعا کے لئے لکھا۔ اور دعا کی درخواستیں اس قدر میرے پاس جمع ہو گئیں کہ جب میں دعا کے لئے اٹھا۔ ۴۵ منٹ میں میں صرف ان درخواست کنندگان کے نام پڑھ سکا اور اگر میں کہیں ان درخواستوں کے مضمون کی طرف توجہ کرتا۔ تو نہ معلوم کتنا وقت صرف ہوتا اور کب میں فارغ ہوتا باوجود ان درخواست کنندگان کی کثرت کے اور اس روایت کے راوی کے ثقہ ہونے کے میں ان علوم کی بناء پر جو روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کے اتار چڑھاؤ اکثر دنیا میں ہوتے رہتے ہیں اور جو ایسے پیچیدہ اور مغلق ہوتے ہیں کہ عام فہم لوگ ان کو آسانی سے حل نہیں کر سکتے۔ میں ان کی پیچیدگیوں اور ان کے مغلق ہونے کو مدنظر رکھتے ہوئے اور روایت کے بیان کرنے اور راوی کے کوئی بات سمجھنے کی

مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب بھی کبھی جمعہ اور ۲۷ تاریخ رمضان کی اکٹھے ہو جائیں۔ تو یقیناً اس رات شب قدر ہوتی ہے۔

کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ روحانی امور کے سمجھنے میں بہت دقت ہوتی ہے۔ بسا اوقات ان روحانی امور میں اشاروں سے کام لیا جاتا ہے پھر بعض اوقات ان امور میں سے کچھ مستثنیات ہوتیں اور بعض اوقات ان میں استعارے اور کنائے اس کثرت سے استعمال کئے جاتے ہیں کہ عام فہم لوگ اس کو آسانی سے سمجھ نہیں سکتے۔ مگر باوجود ان پیچیدگیوں اور استعاروں کے پھر اس میں شبہ نہیں کہ لیلتہ القدر عام طور پر رمضان کی ۲۷ تاریخ کو ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی مذہب صوفیاء کا تھا اور یہی خیال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا معلوم ہوتا ہے اور نہ صرف یہ عقیدہ صرف صوفیاء کا اور حضرت مسیح موعود کا تھا۔ بلکہ اس کی تائید تواتر سے بھی ہوتی ہے اور اسی کی تائید میں ایک کثیر حصے کا خیال اور عقیدہ ہے۔ چنانچہ ساٹھ فیصدی علماء اور صوفیاء اس عقیدے کی تائید کرتے ہیں۔ اور چالیس فیصدی کا یہ خیال ہے کہ لیلتہ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی میں ہوتی ہے اور پھر ایک اور خیال یہ بھی ہے کہ رمضان کی پہلی دس راتوں میں بھی لیلتہ القدر ہو جاتی ہے۔ ان تمام روایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جمعہ کی رات اور دن میں جو خصوصیات ہیں وہ اور دنوں میں نہیں اور جب اس دن رمضان کی بھی ۲۷ تاریخ ہو تو وہ خصوصیات اس بات کی مقتضی ہیں کہ لیلتہ القدر جمعہ کی رات کو ہو لیکن ہم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ جب رمضان کی ۲۷ تاریخ اور جمعہ مل جائیں۔ تو ضرور ہی اس رات لیلتہ القدر ہو گی۔

پھر اس روایت کے متعلق یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے وہ بات کسی اور رنگ میں بیان کی ہو اور سننے والے نے اسے اور رنگ میں سمجھ لیا ہو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سننے والے کو غلطی لگ گئی ہو اور وہ اس منشاء کو نہ سمجھا ہو جس کو مدنظر رکھ کر یہ بات حضرت صاحب نے بیان کی ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ جس بات کے ضمن میں یہ بات کہی گئی ہو۔ اسے وہ بھول گیا ہو اور صرف اتنی بات اسے یاد رہی ہو۔ پس کسی بات کو سمجھنے کے لئے موقعہ اور محل کا معلوم ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ موقعہ اور محل اور طرز کلام اور سلسلہ گفتگو یہ سب کلام کے جزو اعظم ہیں۔ بعض دفعہ انسان ایک بات ایک سلسلہ کلام میں ایسی کہہ جاتا ہے کہ اگر اس کو یوں کہے تو سننے والے کو بری لگے۔ پس ہو سکتا ہے کہ سلسلہ گفتگو اور طرز کلام یا موقعہ محل اس کو یاد نہ رہا ہو۔ اور وہ بھول گیا ہو۔ پس یہ ایک روایت ہے اور روایتوں میں ہزارہا قسم کے شبہات ہو سکتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے

ہیں ۔ لیکن باوجود ان تمام شبہات کے پیدا ہونے کے ہم اس کو ایسا خیال نہیں کرتے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ یا اس کا راوی ثقہ نہیں ہے اور ایسا شخص ہے کہ اس کی بات مانی نہ جائے۔ پس میں اس روایت کو مان کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اس لیلتہ القدر کے لئے تو اتنا جوش دکھایا۔ اور اتنی درخواستیں دعا کے لئے لکھیں لیکن کیا تم اس لیلتہ القدر کی برکات کے حاصل کرنے کے لئے جو درحقیقت نبیوں کا زمانہ ہوتی ہے۔ اسی قدر بے چین اور متفکر ہو۔ لیلتہ القدر کوئی معمولی رات نہیں۔ بلکہ فرشتوں اور برکتوں کے نزول کی رات ہے۔ اور یہ وہ رات ہے۔ جس کے اندر خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص وقت رکھا ہے وہ اس وقت میں دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے۔

مگر اس لیلتہ القدر میں ہم کو خدا تعالیٰ نے دو سبق دیئے ہیں۔ اول یہ کہ اختلاف کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے لیلتہ القدر کی برکات دور ہو جاتی ہیں۔ اور انسان ان روحانی برکتوں سے جو اس رات میں نازل ہوتی ہیں۔ محروم رہتا ہے۔ اور اس کا محروم رہنا نہایت بدبختی کی علامت ہے۔ کیونکہ وہ شرف اور وہ برکات جو اس میں نازل ہوتی اور انسان کو حاصل ہوتی ہیں وہ ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہیں اور یہ رات ہزار مہینے کی راتوں سے بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نعمت بغیر محنت اور کوشش کے میسر نہیں آسکتی۔ پس اتنی عظیم الشان برکتوں والی رات جو ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دی گئی ہے۔ اور برکتوں اور رحمتوں کے نزول کے لئے معین کی گئی ہے۔ کوئی معمولی نعمت نہیں۔ ان ہی برکات کے نزول کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال ہوا کہ میں اپنے صحابہ کو اس کا صحیح علم دوں۔ تاکہ وہ اس میں عبادت کر کے خدا کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو جائیں۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہو۔ آپ ایک دفعہ باہر تشریف لائے۔ اور آپ کا ارادہ تھا کہ صحابہ کو وہ راز بتائیں۔ لیکن جونہی کہ آپ باہر نکلے آپ نے دو آدمیوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آپ لیلتہ القدر کا معین وقت بھول گئے اور آپ کا خیال لڑائی کی طرف لگ گیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کی برکتوں سے عام لوگ فائدہ اٹھانے سے محروم رہ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی اور اختلاف لیلتہ القدر کی برکتوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کے ذہن میں کوئی معین وقت لیلتہ القدر کا نہ تھا۔ کیونکہ معین وقت اور تاریخ آپ کے ذہن میں ہوتی تو آپ نہ بھولتے۔ آپ کا بھول جانا بتاتا ہے کہ آپ کے ذہن میں کوئی خاص نکتہ تھا۔ جس کی بنا پر آپ نے تعبیر کی تھی۔ اور وہ نکتہ آپ کو یاد تھا۔ لیکن جب آپ اس

تعبیر کو بتانے کے لئے باہر تشریف لائے تو لڑائی اور جھگڑا دیکھ کر آپ اس نکتہ کو بھول گئے اور وہ آپ کے دماغ سے نکل گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو لیلتہ القدر کے متعلق بتانے آیا لیکن تمہارے اس اختلاف اور لڑائی کو دیکھ کر بھول گیا۔ اب تم لیلتہ القدر کو رمضان کے پچھلے عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی لیلتہ القدر کو معین نہ کیا۔ اسی طرح بعض صوفیاء کرام اور روحانی علماء کے نزدیک بھی لیلتہ القدر رمضان کی پہلی دس راتوں میں سے کسی میں بھی ہو سکتی ہے پس اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام رمضان کا ہی مہینہ لیلتہ القدر ہے اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے والا ہے۔ اب جب کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوئی معین رات بیان نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی خاص رات کو صوفیاء کرام اور علماء روحانی نے معین کیا ہے بلکہ ان کا اس میں اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ بعض ۲۷ تاریخ رمضان کی قرار دیتے ہیں۔ اور بعض پہلی دس راتوں میں سے کوئی قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جمعہ اور ۲۷ رمضان کی تاریخ اکٹھی ہو جائے۔ تو لیلتہ القدر اس شب ہو گی پس ان تمام روایات کے ہوتے ہوئے ہم حضرت صاحب کے متعلق اس روایت کی تعبیر کریں گے اور یہ کہیں گے کہ جمعہ کی خصوصیات اس بات کی مقتضی ہیں کہ جمعہ اور ۲۷ تاریخ رمضان مل جائیں۔ تو اس رات لیلتہ القدر ہو لیکن یہ ہم یقینی اور حتمی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ خدا کسی قاعدے کا پابند نہیں۔ اس کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ ۲۷ کو ہی لیلتہ القدر کرے۔ اور نہ ہی خدا نے تمہارے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ میں ۲۷ کو ہی لیلتہ القدر کروں گا اور اس سے پہلے نہ کروں گا۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے پاس استثنا رکھتا ہے۔ اور وہ استثناؤں سے اپنے قولوں اور فعلوں میں تغیر کر سکتا ہے۔ تم خدا کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ضرور وہ تمہارے کہنے کے مطابق ہی کرے اور تمہاری مرضی کے موافق کرے۔ ہاں تم اس کو رمضان کے آخری عشرے کی وتر راتوں میں تلاش کر سکتے ہو اور تم ان روحانی برکتوں کو جو اس میں نازل ہوتی ہیں حاصل کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ تم اختلاف اور لڑائی جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہی نکتہ لیلتہ القدر میں بتایا گیا ہے کہ لڑائی جھگڑے اور اختلاف روحانی برکات کو مٹا دیتے ہیں اور خدا کے غضب کو کھینچتے ہیں۔

اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے شوقوں اور تیاریوں سے بتا دیا تھا کہ تم کس قدر لیلتہ القدر کے برکات کے حصول کے لئے بے چین ہو مجھے تمہاری درخواستوں سے تمہاری بے چینی اور گھبراہٹ کا اندازہ ہوتا تھا کہ تم اس کے برکات کے حاصل کرنے کے لئے بڑے مشتاق ہو۔

لیکن تم نے ان برکات کے حصول کے لئے کتنی قربانیاں کیں۔ کتنے اختلافات کو دور کیا۔ کتنے جھگڑوں کو مٹایا۔ یا کتنی جگہ ایثار کیا۔ اگر تم نے جھگڑوں اور اختلافوں کو نہیں مٹایا اور اپنے اندر تبدیلی نہیں کی۔ تو اس کا کیا فائدہ اگر تم نے رسمی طور پر اس لیلتہ القدر کی خوشی منائی اور تم نے عارضی جوش ظاہر کیا۔ اور حقیقی جوش نہ پیدا کیا۔ ایسی صورت میں کون ضامن ہے۔ کہ تم سے لیلتہ القدر کے برکات نہ چھین لئے جائیں گے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان دونوں صحابیوں کی لڑائی اور آپ کے اختلاف کرنے کی وجہ سے اس کے برکات کو اٹھا لیا گیا۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کیا تم نے نہ اٹھائے جانے کے متعلق خدا سے عہد لے لیا۔ یا لیلتہ القدر کوئی رسی ہے کہ تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا ہے۔ اور وہ تم سے چھٹ نہیں سکتی۔ اور تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم کو لیلتہ القدر کے برکات ضرور حاصل ہو جائیں گے خواہ ہم میں کس قدر اختلاف موجود ہوں۔ مگر ایسا نہیں۔ تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان شرائط کی پابندی کرو جو خدا نے اس کے برکات کے حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ اختلاف اور جھگڑوں کو چھوڑ دو اور تبدیلی پیدا کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ جب تک تبدیلی نہ کرو گے۔ اس کی برکات کو حاصل نہ کر سکو گے۔ خواہ تم لیلتہ القدر کی ساری رات ہی کیوں نہ جاگتے رہو اور دعائیں کرتے رہو۔ وہ تمہارے ہاتھ سے اسی طرح نکل جائیں گی۔ جس طرح ایک مچھلی تڑپ کر ماہی گیر کے ہاتھ سے اور ایک گولی سنسناتی ہوئی زخمی کے بدن سے نکل جاتی ہے۔

پھر دوسرا نکتہ لیلتہ القدر میں یہ بتایا گیا ہے کہ آرام سے بیٹھنے کے ساتھ کامیابی نہیں ہو سکتی۔ تم سست بیٹھے رہنے سے لیلتہ القدر کی برکات کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تم تکلیف کو برداشت کرو گے۔ اسی وقت اس قابل ہو گے کہ لیلتہ القدر کی برکات سے تم کو حصہ دیا جائے چونکہ اس کی برکات معمولی برکات نہیں ہیں۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ اس سے اطلاع دے۔ آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میری امت اس سے محروم نہ رہے اور آپؐ نے ان کو اطلاع دینی چاہی۔ لیکن خدا کا چونکہ یہ منشاء نہ تھا کہ آپؐ اطلاع دیں۔ اس لئے ایسے اسباب پیش آ گئے۔ کہ آپؐ بھول گئے۔ اور وقت یاد نہ رہا۔ خدا تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتہ بتانا اس لئے نہیں تھا کہ آپ کو وہ وقت کبھی میسر نہ آیا تھا۔ یا اس لئے کہ آپ کو آسانی ہو جائے یا اس لئے کہ آپ اس کی حقیقت اور برکتوں کے نزول سے واقف ہو جائیں۔ کیونکہ آپ خدا تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے کسی وقت غافل نہ ہوتے تھے۔ اور نہ ہی

کسی یاد کے وقت کو ضائع کرتے تھے۔ اس لئے آپ کے لئے تو ہر وقت لیلتہ القدر تھی۔ اور آپ کا زمانہ ہی لیلتہ القدر تھا۔ پس جب آپ کا زمانہ ہی لیلتہ القدر تھا۔ تو خدا تعالیٰ کا آپ کو بتلانا اسی طرح تھا۔ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست کی کوئی ہدیہ دیتا ہے۔ تا کہ اپنی خوشی کا اظہار کرے جس طرح عام طور پر تحفہ دینے سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یا یہ بتلانا اسی طرح تھا جس طرح دو دوست کسی لیکچر سے واپس آتے ہیں تو راستے میں ایک دوسرے سے کہتا ہے لیکچر بہت عمدہ تھا حالانکہ دونوں نے سنا ہوتا ہے اور دونوں لیکچر سے واپس آ رہے ہوتے ہیں۔ وہ دوست دوسرے کو اس لئے بتاتا ہے کہ وہ اس لیکچر پر خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہے نہ کہ اس لئے کہ دوسرے کو پتہ نہیں ہوتا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لیلتہ القدر بتانے کی صرف ایک یہی غرض ہو سکتی ہے اور وہ خوشی کا اظہار ہے۔ ورنہ آپ تو شب و روز عبادت کرتے تھے اور آپ کا زمانہ ہی لیلتہ القدر تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ میں جا کر لوگوں کو خبر دوں لیکن خدا کا منشا نہ تھا کیونکہ خدا چاہتا تھا کہ لوگ رمضان کی راتوں میں کوشش کر کے تلاش کریں۔ اس لئے آپ کو بھلا دیا گیا لیکن افسوس ہے کہ عام طور پر لوگوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا۔

اور ان کی سہولت پسند طبائع چاہتی ہیں کہ انہیں کوئی خاص وقت معلوم ہو جائے۔ جس میں دعائیں کر کے قبول کرا لیں اور محنت و کوشش سے بچ جائیں اسی لئے وہ چاہتے ہیں کہ لیلتہ القدر کا معین وقت معلوم ہو جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اسی خواہش کی وجہ سے جب الفضل میں حضرت مسیح موعود کے متعلق وہ روایت شائع ہوئی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ تو ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے سمجھا کہ بس اب لیلتہ القدر کا پتہ مل گیا اور اس کے لئے وہ تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ مگر ان کی یہ تیاریاں ایسی ہی تھیں۔ جیسے عام مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ جو کوئی رمضان کے آخری جمعہ میں حاضر ہو کر نماز پڑھ لے اس نے گویا تمام سال کی نمازیں پڑھ لیں بلکہ اس دن نماز پڑھنے کا نام تو ان لوگوں نے قضاء عمری رکھا ہوا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے اسی قسم کے بیہودہ خیالات کی وجہ سے آج میرے سامنے بھی پہلے کی نسبت زیادہ ہجوم ہے۔ اگرچہ یہ ہجوم لاہور امرتسر وغیرہ مقامات کے اس دن کے ہجوموں کی طرح نہیں وہاں تو عام دنوں کی نسبت کئی سو گنا زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ تاہم یہاں بھی پانچ فیصدی کے قریب زیادتی ضرور ہے اور خاص کر آج عورتوں میں غیر معمولی طور پر زیادتی ہے یہ زیادتی انہی بے ہودہ خیالات کی بناء پر ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا اس طرح لوگ جمعتہ الوداع میں حاضر ہو کر خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور اس سے مکر و فریب اور دغا کرنا

چاہتے ہیں۔ اور اس پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم بڑے نمازی اور تہجد گذار ہیں۔ یہ لوگ سال میں ایک دفعہ نماز پڑھ کر چاہتے ہیں کہ خدا پر احسان کریں اور اس کو دھوکا دیں۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کو ایسی نماز مل جائے۔ جس کو مرنے سے پہلے ایک دفعہ ہی پڑھیں اسی لئے اسے قضاء عمری کہتے ہیں۔ اور کوئی کوشش نہیں کرنا چاہتے۔ اسی طرح یہ چاہتے ہیں کہ سوتے رہیں۔ اور لیلتہ القدر کی برکات سے حصہ مل جائے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ لیلتہ القدر کی برکتوں کو بغیر کوشش اور سعی کے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی جمعتہ الوداع اور قضاء عمری کسی کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی جمعتہ الوداع اکیلا ان کو گناہوں سے نجات دے سکتا ہے بلکہ میں تو یقین اور وثوق سے کہتا ہوں کہ قضاء عمری اور جمعتہ الوداع ان کی باقی نمازوں کو بھی لے ڈوبے گا اور وہ بالکل کورے کے کورے رہ جائیں گے ان کی حالت اس شخص کی سی ہو گی۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ صبح کے وقت دریا پر نہانے کے لئے گیا۔ سردی کا موسم تھا۔ راستہ میں اکڑتا چلا جاتا تھا۔ جب دریا کے قریب پہنچا۔ تو دریا کو دیکھ کر نہانے سے سردی کی وجہ سے رک گیا اور ایک کنکر اٹھا کر مارا اور یہ کہہ کر واپس آ گیا۔ تورا اشنان مورا اشنان یعنی تیرا نہانا اور میرا نہانا ایک ہی ہے۔ راستہ میں اسے ایک اور شخص ملا۔ وہ بھی نہانے جا رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔ کس طرح نہائے۔ جب اس نے بتایا۔ تو اس نے وہیں راستہ سے کنکر اٹھایا۔ اور وہی بات کہہ کر پھینک دیا اور چلا آیا۔ پس جمعتہ الوداع اور لیلتہ القدر کے متعلق عام لوگوں کی یہی حالت ہے۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ سستیوں اور آراموں میں بھی پڑے رہیں اور خدا کے انعامات کے بھی وارث بن جائیں۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ان کو اس وقت لیلتہ القدر کی برکات حاصل ہوں گی جب راتوں کو جاگیں گے اور اس کی انتظار میں بیٹھیں گے۔ یہ نہیں کہ انہیں خاص وقت بتا دیا جائے۔ اور وہ آسانی سے اس وقت اٹھ کر لیلتہ القدر کی برکات حاصل کر لیں۔ جو لوگ ایسی باتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اور محنت و کوشش پر آرام طلبی کو مقدم کر کے چاہتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے نعمت حاصل کر لیں۔ وہ کبھی ترقی نہیں کرتے۔ ترقی وہی قومیں کرتی ہیں۔ جو کام پر کام کرتی ہیں۔ اور فراغت یا آرام طلبی کو پاس نہیں آنے دیتیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگوں کو دیکھو۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ رمضان میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر لطف آیا ہے کہ دوسرے مہینوں میں بھی اسی طرح عبادت کرنے کا طریق بتائیے۔ تاکہ ہم فارغ نہ رہیں۔ اور عبادت میں لگے رہیں۔ یہ تھی صحابہ کی

حالت لیکن آج کل کے مسلمانوں کو دیکھو۔ یہ وہ ہیں جو مقرر شدہ نمازوں کی بجائے بھی کوئی ایسی نماز تلاش کرتے ہیں۔ جو قضاء عمری کہلائے اور جسے ایک دفعہ پڑھ کر مرتے دم تک کے لئے تمام نمازوں سے فارغ ہو جائیں۔ اسی طرح ایسے روزے مل جائیں۔ جو ساری عمر کے روزوں کی کفایت کریں۔ ان کی ہمتیں دیکھو اور ان کی دیکھو۔ صحابہ وہ تھے کہ انہوں نے بے سروسامانی کی حالت میں اور بہت تھوڑے ہوتے ہوئے کسریٰ کی ہزاروں سال کی حکومت اور شان و شوکت کو پاش پاش کر دیا۔ کسریٰ ان کے سامنے مٹی کے ایک ایسے کھلونے کی طرح تھا۔ جسے ذرا ٹھیس لگے اور ٹوٹ جائے انہوں نے اس کی زبردست اور دیرینہ حکومت کو اس طرح اڑا دیا جس طرح دھنی ہوئی روئی اڑائی جاتی ہے اور مسلمان اژدھے بن کر اس کی حکومت کو نگل گئے اس بلند حوصلہ ثابت قدم جماعت کوشش کرنے والی قوم اور نہ تھکنے والی طاقت کا مقابلہ جب حضرت عمرؓ کے وقت کسریٰ کی کثیر التعداد فوجوں سے ہوا تو کسریٰ کے لئے باوجود ہر طرح کے سازوسامان اور وسیع حکومت کے کوئی امن کی جگہ نہ رہی۔ اس کے اپنے غلام اور نوکر غدار اور بے وفا نکلے۔ اس کی سپاہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکی ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ حکومت کسریٰ کا مقابلہ اس جماعت سے ہوا۔ جو کبھی نہ تھکنے والی بلکہ زیادہ مشکلات میں زیادہ کام کرنے والی تھی جو ترقی کا یہ گر سمجھ چکی تھی کہ مسلسل محنت اور کوشش اس کے لئے ضروری ہے لیکن آج کل کے مسلمان جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ان کی حالت دیکھو۔ اپنا سب کچھ کھو چکے ہیں ہر جگہ ذلیل اور رسوا ہیں۔ نہ عزت باقی ہے نہ شوکت کیوں؟ اس لئے کہ یہ تعویذوں اور ٹونوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ سوتے رہیں اور لیلتہ القدر کی برکات سے حصہ مل جائے۔ یہ چاہتے ہیں کہ بغیر کوشش اور جدوجہد کے انعامات حاصل کر لیں۔ جو بالکل عبث اور بیہودہ خیال ہے۔ اگر مسلمان کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو انہیں کام کرنے سے جی چرانا چھوڑ کر کام کرنا پڑے گا۔ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے کی بجائے کوشش کرنی پڑے گی اور جب کوشش کریں گے اور انسان کی پیدائش کی اصل غرض کو پورا کریں گے تب جا کر کامیاب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ انسان کی پیدائش کی غرض یہ بتاتا ہے: **وماخلقت الجن والانس الالیعبدون** (الذریات ۵۷) انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ عبد بن جائے اور عبد اس وقت تک نہیں بن سکتا۔ جب تک غلاموں کی طرح کام نہ کرے۔ کیا غلام بھی کبھی آرام کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ رات دن کام کرتا ہے اور کام کی وجہ سے ہی آقا اس کو پسند کرتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کا عبد بھی وہی بن سکتا ہے۔ جو اس کی کوشش اور سعی کرتا ہے اپنے آرام و آسائش کو ترک کر دیتا ہے۔ اور ہر وقت خدا تعالیٰ کو پانے کی

فکر میں رہتا ہے۔ دیکھو جو نفس کا آرام حاصل کرنے کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ نفسانی آرام پا لیتے ہیں اور جو خدا سے ملنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ وہ خدا کو پا لیتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم اپنے آپ کو خدا کے لئے نہ لگاؤ اور پھر خدا کی ملاقات کی تمنا میں کامیاب ہو جاؤ۔ تم جس شعبے میں چلو گے اور کوشش کرو گے۔ اسی میں کامیابی حاصل کر سکو گے پس جو شخص چاہتا ہے کہ اسے بیٹھے بٹھائے لیلتہ القدر کی برکات حاصل ہو جائیں وہ قطعاً" ان برکات کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے کوشش اور سعی شرط ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ ایک اور لیلتہ القدر اسلام نے بیان کی ہے اور وہ وہ لیلتہ القدر ہے کہ جو برکتوں کے لحاظ سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ رمضان کی لیلتہ القدر کی برکتیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ لیلتہ القدر وہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا** یہ لیلتہ القدر اس مجدد کے زمانے میں جو صدی کے سرپر آتا ہے۔ آتی ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور لیلتہ القدر ہے جو تیرہ سو سال کے بعد آئی اور وہ حضرت مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ یہ لیلتہ القدر ان تیرہ سو لیلتہ القدروں سے جو رمضان میں آئیں اور ان گیارہ لیلتہ القدروں سے جو مجددوں کے زمانے کی صورت میں ہر صدی کے سرپر نمودار ہوئیں۔ بڑھ چڑھ کر ہے۔ پس وہ زمانہ جس میں حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے سب سے بڑی لیلتہ القدر ہے۔ نادان ہیں وہ جو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں غزالی اور بخاری اور رازی کو پیش کرتے ہیں وہ آپ کی شان سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ آپ وہ امام ہیں۔ جو نہ صرف کسی ایک مجدد سے بلکہ ان تمام مجددوں سے جو تیرہ سو سال میں گذرے بڑھ کر ہیں۔ اسی لئے آپ کی لیلتہ القدر اوروں کی لیلتہ القدروں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس کی لیلتہ القدر کا زمانہ نبوت والی لیلتہ القدر کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسری لیلتہ القدر ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ تم نے اس نوٹ کی بناء پر جو الفضل میں چھپا۔ کتنی خوشیاں منائیں۔ اور کتنا شوق ظاہر کیا۔ لیکن کیا ایسا ہی شوق اور ایسی ہی خوشی تم نے اس لیلتہ القدر کے لئے جس کی نسبت قرآن کہتا ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد ایک لیلتہ القدر آئے گی۔ ظاہر کی بتاؤ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی اور اس کی کتنی عزت اور وقعت تمہارے دل میں ہے۔ اگر تمہارے دل میں اس کی عزت نہیں تو میں سمجھوں گا کہ تم نے اس لیلتہ القدر کی ایک رسمی عزت کی اور اس کے لئے ایک رسمی خوشی منائی اور اصلی شوق اس لیلتہ القدر کے لئے ظاہر نہ کیا جس کے برکات کے

حاصل کرنے کے لئے بہت سے بزرگ تڑپتے مرگئے لیکن پا نہ سکے۔ ایسے ایسے بزرگوں نے اس لیلتہ القدر کا انتظار کیا جن کا اپنا زمانہ لیلتہ القدر ہوتا ہے اور جن کی ہر گھڑی خدا کی عبادت اور اس کی یاد میں کٹتی ہے اور ان کے لئے ہر وقت لیلتہ القدر ہوتی ہے۔ پھر ایسے پاک نفس لوگوں نے اس لیلتہ القدر کا انتظار کیا کہ لیلتہ القدر جن کی غلام ہوتی ہے۔ اور پھر وہ لوگ اس کا انتظار کرتے ہوئے فوت ہو گئے اور اس کا راستہ دیکھتے دیکھتے دنیا سے گذر گئے جنہیں خدا تعالیٰ کا خاص قرب حاصل تھا۔ پھر نہ صرف ایسے ہی لوگ بلکہ صد ہا علماء اور مجدد روتے ہوئے دنیا سے گذر گئے۔ جو حضرت مسیح موعود کے دیدار کو ترستے رہے لیکن انہوں نے آپ کا چہرہ نہ دیکھا۔

مگر تم پر خدا کا خاص فضل اور رحم ہوا کہ خدا نے تمہیں اس لیلتہ القدر کی برکات سے حصہ پانے کا موقع دیا۔ لیکن اس لئے نہیں کہ تم نے کوئی ایسے اعمال کئے جو خدا تعالیٰ کو خاص طور پر پسند آئے۔ یا تم نے کوئی ایسی قربانی کی۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور منظور ہوئی۔ بلکہ اس لئے اس لیلتہ القدر کی برکات سے حصہ پانے کا موقعہ دیا کہ تم بہت زیادہ تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اس وجہ سے خدا نے تمہاری کمزوریوں پر رحم کیا اور تم کو اس کی برکات سے حصہ دیا تم ایسی تاریکی کے زمانے میں پیدا ہوئے جو بعینہٖ چاند کی ۲۷/ تاریخ سے بوجہ اپنی تاریکی کے مشابہ ہے۔ کیونکہ ۲۷ر تاریخ کی ساری رات تاریک ہو جاتی ہے۔ اور چاند تمام رات نہیں نکلتا۔ پس تمہیں اس تاریک زمانہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے لیلتہ القدر کے برکات کے حصول کا موقع ملا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ تم نے ان برکات سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اگر نہیں اٹھایا اور اس کے لئے کوشش نہیں کی۔ مگر رمضان کی ۲۷ر تاریخ کو لیلتہ القدر کی جستجو کرتے ہو تو تمہاری حالت بعینہٖ اس شخص کی سی ہے جو جواہرات اور اشرفیاں لٹاتا ہے اور کوئلے جمع کرتا ہے بلکہ کوئلوں کی بجائے تنکے۔ یہ میں نے اس لئے کہا ہے۔ کوئلے پھر بھی کسی کام آ جاتے ہیں لیکن تنکے ان سے بھی کم درجہ اور کم مصرف کی چیز ہیں ایسی صورت میں کیا میں تمہیں یہ نہ کہوں کہ اے اس لیلتہ القدر پر خوش ہونے والو! تم نے اصلی لیلتہ القدر کو ضائع کر دیا اور اس کی پروا نہ کی۔

بیشک تمہیں دنیاوی ترقی حاصل ہو گی کیونکہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے کہ تمہیں غلبہ حاصل ہو گا۔ پس وہ وقت آئے گا اور ضرور آئے گا۔ جبکہ تم کو حکومت ملے گی۔ تم حاکم ہو گے اور لوگ تمہارے محکوم۔ تم لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرو گے اور لوگ تم سے مطالبہ کریں گے۔ لیکن وہ ترقیات کا زمانہ اس لیلتہ القدر سے بہتر نہیں ہو گا۔ جو حضرت مسیح موعود کی زندگی کی لیلتہ القدر تھی۔ یہ وہ رات

تھی کہ جب تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی تھی۔ اگر تم کو کسی قسم کا شبہ پیدا ہو تو تم نے نبی سے عرض کیا۔ جس نے اسے دور کر دیا یا اگر کوئی جھگڑا ہوا تو جھٹ اس نے فیصلہ کر دیا۔ پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کا زمانہ ہمارے لئے سلامتی اور امن کا زمانہ تھا اور وہ رات ہمارے لئے دن سے بہتر تھی کیونکہ اس میں کوئی اختلاف موجود نہ تھا نہ کوئی پیغامی تھا۔ نہ کوئی بابی تھا۔ اس وقت تم میں اختلاف عقائد رکھنے والے موجود نہ تھے۔ تمہارا وہ زمانہ امن اور سلامتی کا زمانہ تھا اور وہ وقت تمہارے لئے نہایت آرام دہ وقتوں میں سے تھا۔ اس لئے وہ رات جو کہ ۲۷ر تاریخ کی رات تھی۔ یعنی نہایت تاریکی کی رات وہ ان دنوں سے بہتر تھی۔ جن میں ترقیات ہوں گی حکومتیں ملیں گی۔ دنیا میں احمدی ہی احمدی پھیل جائیں گے۔ لیکن اختلافات بھی رونما ہوں گے۔ تم اس وقت بے خوف اور تمام اختلافوں سے امن میں تھے۔ کیونکہ تم میں خدا کا نبی موجود تھا۔ اور تمہاری حالت بعینہ اس شعر کے مطابق تھی۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

خدا کا معشوق تمہارے دل میں موجود تھا۔ جب کوئی شک و شبہ پیدا ہوا۔ تم نے اس کی طرف توجہ کی اور وہ شک دور ہو گیا۔ یہ موقع نبی کے زمانہ میں ہر طبقہ کے لوگوں کو ملتا ہے کہ ان کے شبہات دور کئے جاتے ہیں۔ لیکن نبی کی وفات کے بعد یہ سعادت خاص خاص لوگوں کو ہی ملتی ہے اور ان ہی کے شکوک کا ازالہ ہوتا ہے۔ باقی اپنی اسی حالت میں رہتے ہیں۔ اور وہ اس وقت شبہات کا ازالہ نہیں کر سکتے۔ جس طرح کہ وہ نبی کے زمانہ میں آسانی سے کر سکتے تھے۔ اسی لئے وہ بات جو آج بڑوں کو حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں چھوٹوں کو بھی حاصل تھی اور وہ برکات ان کو حاصل ہو جاتے تھے جو آج بڑوں کو حاصل ہیں۔

پس لیلتہ القدر کیا ہے ایک نبی کا زمانہ ہے اور ایک نبی کی بعثت کا وقت ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا کا قرب حاصل کرو۔ اس لیلتہ القدر میں خدا کے فرستادہ ایک بیج بو جاتے ہیں۔ جو بعد میں نشوونما پاتا اور بڑھتا ہے اور یہی وہ رات ہوتی ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **تنزل الملائکتہ والروح** کہا جاتا ہے۔ قرآن میں حضرت عیسیٰ کو روح کہا گیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ روح کلام اللہ کو بھی کہا گیا ہے۔ اور مجدد کو بھی کیونکہ وہ کلام الٰہی کا حامل ہوتا ہے۔ پس وہ مجدد جو روح کہلاتا ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے کھڑا کیا گیا ہے اور یہ زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں فرشتوں

کا بھی نزول ہوا ہے اور یہ رات امن اور سلامتی کی رات ہے۔ جس میں ملائکہ کا نزول صبح تک ہوتا رہتا ہے۔ پس اب چونکہ صبح ہونے کو ہے اور طلوع آفتاب نزدیک ہے اور وہ دن چڑھنے والا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں حکومت دی جائے۔ تم لوگوں پر حاکم بنائے جاؤ۔ لوگ تمہارے محکوم ہوں۔ تم لوگوں کے حقوق ادا کرو اور وہ تم سے ان حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ کریں۔ تم اس وقت حاکم ہو گے۔ مظلوم نہ ہو گے لیکن وہ برکات جو تم کو اس وقت ملتی ہیں۔ نہ ملیں گی کیونکہ وہ دن ہو گا جو اختلافوں اور اجتہادوں سے بھرا ہوا ہو گا پس فجر ہونے سے پہلے ہوشیار ہو جاؤ۔ کیونکہ فجر ہونے والی ہے تم اس وقت سے فائدہ اٹھالو۔ اور اپنی روحانی اصلاح کر لو۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۲۴ء)

۱۔ بخاری باب رفع معرفت لیلۃ القدر لتلاحی الناس

۲۔ ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ و مشکوٰۃ کتاب العلم ۳۴